

حدیث بَضْعَة

<"xml encoding="UTF-8?">



حدیث بَضْعَة، حضرت فاطمہؑ کے بارے میں پیغمبر اکرمؐ کی ایک مشہور حدیث ہے

جس میں آپؐ حضرت فاطمہؑ کو "اپنے وجود کا ایک حصہ" قرار دیتے ہوئے ان کی خوشی کو اپنی خوشی اور ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی قرار دیتے ہیں۔ یہ حدیث شیعہ اور اہل سنت دونوں مآخذ میں نقل ہوئی ہے۔ مذکورہ حدیث کو حضرت زہراً کی عصمت و پاکدامنی، مسئلہ غصب فدک میں حضرت زہراً کی حقانیت اور تعظیم اہل بیتؑ کے وجوب کو ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔

اہل سنت کے بعض مصادر میں اس حدیث کے صادر ہونے کی وجہ امام علیؑ کے ابو جہل کی بیٹی سے رشتے کو بتایا گیا ہے۔ البتہ شیعہ علماء کے مطابق یہ حدیث جعلی ہے اور اس طرح کی روایات کے راوی جھوٹی حدیث گڑھنے اور جو اہل بیتؑ سے دشمنی سے متہم ہیں۔

متن حدیث اور اس کی اہمیت

حدیث بضعہ [یادداشت 1] کا شمار ان احادیث میں ہوتا ہے جسے سرکارِ دو عالمؐ نے اپنی دخترِ فاطمہؑ کے لئے فرمایا ہے کہ: «فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے اسے خوشحال کیا اس نے مجھے خوشحال کیا۔» [1] اس حدیث کا مضمون مختلف شیعہ و اہل سنت منابع میں ذکر ہوا ہے۔ [2] حضرت علیؑ، [3] ابن عباسؓ، [4] ابوذر غفاریؓ [5] اور خود حضرت زہراؑ [6] اس حدیث کے راویوں میں ہیں۔

اہل سنت مفسر قرآن، جلال الدین سیوطی کے مطابق، یہ حدیث شیعہ و اہل سنت کے یہاں مورد اتفاق ہے۔ [7] فخر رازی، اہل سنت مفسر قرآن نے بعض آیات قرآن کی تفسیر میں اس حدیث سے استفادہ کیا ہے۔ [8]

«بَضْعَةُ مِنِّي» کا جملہ کلام پیغمبر گرامیؐ میں زیادہ تر حضرت زہراً کے بارے میں استعمال ہوا ہے [حوالہ درکار] البتہ یہ جملہ دوسری شخصیات جیسے حضرت علیؑ [9] اور امام رضا (ع) [10] کے لئے بھی پیغمبرؐ کے ذریعہ استعمال ہوا ہے۔ «بضعۃ» کے معنی بدن کے ٹکڑے کے ہیں۔ [11] «فُلَانٌ بَضْعَةُ مِنِّي» بہت زیادہ قرابت و محبت کی

وجہ سے متکلم یہ جملہ استعمال کرتا ہے گویا وہ شخص اس کے بدن کا ایک حصہ ہو۔[12]

مسئلہ کلامی و فقہی میں اس سے استدلال

حدیث بضعہ کو علم کلام کے بعض مباحث کے اثبات کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

عصمت حضرت فاطمہ (س): شیعہ متکلمین حضرت زہراً کی عصمت کو ثابت کرنے کے لئے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔[13] آیت اللہ جعفر سبحانی (ولادت: 1308 ش) فرماتے ہیں: حدیث بضعہ میں حضرت زہراً کی رضایت اور ناراضگی کو خدا اور اس کے رسول کی رضا اور ناراضگی کا محور اور معیار سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا سوائے نیک اعمال کے خوشنود نہیں ہوتا اور گناہ اور اس کے احکامات کی نافرمانی پر راضی نہیں ہوتا تو اگر حضرت زہراً کسی بھی گناہ کی مرتکب ہوتیں یا اس کی فکر بھی اپنے ذہن میں لاتیں تو اس صورت میں وہ ایسی چیز سے خوشنود ہوتیں جس سے خداوند خوشنود نہ ہوتا، جب کہ حدیث بضعہ میں رضایت الہی کو رضایت حضرت زہرا سے متصل کیا گیا ہے۔ لہذا یہ حدیث ان کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔[14]

حضرت فاطمہ (س) کی خواتین عالم پر برتری: اہل سنت مفسر شہاب الدین آلوسی (1270 ہ)، اس حدیث سے استفادہ کرتے ہوئے آیت وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ[؟-؟]،[15] کے ذیل میں دنیا کی تمام خواتین پر چاہے وہ حضرت مریم ہی کیوں نہ ہوں، حضرت زہراً کو ممتاز اور برتر قرار دیا ہے۔[16]

مسئلہ فدک میں حضرت فاطمہ کی حقانیت کا اثبات: آنحضرت (ص) کی رحلت کے بعد، حضرت فاطمہ زہرا نے (س) بستر بیماری پر شیخین سے استدلال میں اس حدیث سے استناد کیا تھا۔[17]

اسی طرح سے اہل بیت (ع) کی تعظیم کا وجوب،[18] باپ کے لئے اولاد کی گواہی قبول کرنے سے انکار یا اس کے برعکس،[19] ماؤں اور بیٹیوں کے ساتھ شادی کا حرام ہونا، [20] احترام والدین کا واجب ہونا،[21] نیز خواتین کے قبروں کی زیارت کے جواز کے سلسلہ میں اس روایت سے استناد کیا گیا ہے۔[22]

حدیث بضعہ کا استعمال حضرت علیؑ کے خلاف

بعض جوامع روائی میں حدیث بضعہ کو حضرت علیؑ کا ابوجہل کی بیٹی عوراء[23] سے خواستگاری کے سلسلہ میں بتایا جاتا ہے۔ ابن حنبل نے عبداللہ بن زبیر سے نقل کیا کہ جب علیؑ اور دختر ابوجہل کی شادی کی خبر سرکار دو عالمؐ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: «إِنَّهَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِنِي مَا آذَاهَا!»[24] بعض دوسرے مقامات پر بھی اسی طرح کے جملہ سرکار دو عالم سے صادر ہوئے ہیں: خدا کی قسم! دختر پیغمبرؐ اور دشمن خدا ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتے۔[25]

اسی طرح اور جگہ بھی نقل ہوا ہے کہ: جس وقت حضرت علیؑ نے ابوجہل کی بیٹی کے لئے اپنے چچا حارث بن ہاشم کے ذریعہ خواستگاری کی، حارث نے پیغمبر گرامیؐ کو اس مسئلہ سے آگاہ کیا تو آنحضرتؐ نے منع کرتے ہوئے فرمایا: «فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي وَلَا أَحِبُّ أَنْ تَجَزَّعَ وَتَحْزَنَ»؛ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: یا رسول اللہ! میں کوئی ایسا کام نہیں کرونگا جس سے فاطمہ ناراض ہوں۔[26] اسی طرح ملتی جلتی روایات دوسری جگہ بھی ہے جہاں آخر میں پیغمبر گرامیؐ نے قسم کجھائی کہ جب تک فاطمہ زندہ ہیں علیؑ یہ کام نہیں کر سکتے۔[27] اور پھر تین

مرتبہ فرمایا: میں اس کام کی اجازت نہیں دوں گا اور اگر علی نے اس سے شادی کا قصد کر ہی لیا ہے تو پہلے فاطمہ کو طلاق دیں۔ [28] ترمذی نے اس روایت کے ضمن میں کہا ہے کہ یہ روایت صحیح السند ہے۔ [29] چونکہ امام علیؑ کا ابی جہل کی بیٹی سے شادی کرنا نبیؐ پر ظلم و ستم کا باعث ہے لہذا بعض نے اس شادی کو حرام سمجھا ہے۔ [30]

امام علیؑ کا دختر ابوجہل سے خواستگاری کے بارے میں حدیث بضعہ کے راویوں میں سے ایک ابو ہریرہ ہے اور جس پر جعل حدیث کا اتہام ہے۔ [31] امام صادقؑ کی ایک روایت کی بنا پر اس حدیث کو ایک بدبخت انسان نے گڑھا ہے۔ [32] بعض دوسری روایتوں کی بنا پر حضرت علیؑ کو جب اپنی شادی کی خبر دختر ابوجہل کے ساتھ ملی تو آپ نے پیغمبر گرامیؐ سے فرمایا: «خدا کہ قسم جس نے آپ کو مبعوث بہ رسالت کیا، نہ فقط یہ کہ میں نے اس کام کو نہیں کیا بلکہ اس طرح کی فکر بھی میرے ذہن میں نہیں آئی»۔ [33]

حسین کاربسی و مسور بن مخرمہ زہری جیسے افراد بھی اس روایت کے راوی ہیں کہ جو علم رجال کی بنا پر ضعیف اور غیر قابل اعتماد ہیں، کاربسی تو اہل بیتؑ سے انحراف کے طور پر مشہور ہے ان کا دشمن اور ناصبی ہے جس کی بنا پر اس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔ [34] تاریخ کے محقق جعفر مرتضیٰ عاملی نے متعدد روایت کی بنا پر حضرت علیؑ کی دختر ابوجہل سے خواستگاری کے مسئلہ کی بہت زیادہ نقد اور چھان بین کی ہے۔ [35]

نوٹ

بضعة لغت عرب میں باء پر فتح کے ساتھ (بُضْعَة) اور کسرہ کے ساتھ بھی (بُضْعَة) آیا ہے۔ معنی کے اعتبار سے دونوں ایک ہی ہیں۔ (ابن منظور، لسان العرب، ۱۲۰۵ق، ج ۸، ص ۱۲؛ ابن اثیر، النہایۃ، ۱۳۶۲ش، ج ۱، ص ۱۳۳)۔
حوالہ جات

شیخ صدوق، الامالی، ۱۴۱۷ق، ص ۱۶۵۔

برای نمونہ نگاہ کریں: شیخ صدوق، الاعتقادات، ۱۴۱۲ق، ص ۱۰۵؛ شیخ مفید، الامالی، ۱۴۱۲ق، ص ۲۶۰؛ شیخ طوسی، الامالی، ۱۴۱۲ق، ص ۲۲؛ ابن مغازلی، مناقب علی بن ابی طالب، ۱۴۲۶ق، ص ۲۸۹؛ ابن جبرئیل، الروضة فی فضائل امیرالمؤمنین، ۱۴۲۳ق، ص ۱۶۷؛ بخاری، صحیح البخاری، ۱۴۰۱ق، ج ۴، ص ۲۱۰ و ۲۱۹۔

شیخ صدوق، الخصال، ۱۴۰۳ق، ص ۵۷۳؛ فتال نیشابوری، روضة الواعظین، منشورات الشریف الرضی، ص ۱۴۹۔
شیخ صدوق، الامالی، ۱۴۱۷ق، ص ۱۷۵ و ۵۷۵۔

خزاز قمی، کفایۃ الاثر، ۱۴۰۱ق، ص ۳۷۔

خزاز قمی، کفایۃ الاثر، ۱۴۰۱ق، ص ۶۴۔ مجلسی، بحار الانوار، ۱۴۰۳ق، ج ۳۶، ص ۳۰۸۔

سیوطی، الثغور الباسمہ، ۱۴۳۱ق، ص ۶۷۔

نگاہ کریں: فخر رازی، التفسیر الکبیر، چاپ سوم، ج ۹، ص ۱۶۰، ذیل آیہ ۱۸۹ سورہ اعراف، ج ۲، ص ۲۰۰، ذیل آیہ ۱۵ سورہ زخرف، ج ۳، ص ۱۲۶، ذیل آیہ ۱۹ سورہ معارج۔

فرات کوفی، تفسیر فرات کوفی، ۱۴۱۰ھ، ص ۴۷۷؛ بحرانی، البربان، مؤسسة البعثة، ج ۱، ص ۲۶۱۔

شیخ صدوق، من لا یحضرہ الفقیہ، مؤسسة النشر الاسلامی، ج ۲، ص ۵۸۳ و ۵۸۸؛ فتال نیشابوری، روضة الواعظین، منشورات الشریف الرضی، ص ۲۳۳۔

ابن منظور، لسان العرب، ۱۲۰۵ھ، ج ۸، ص ۱۲؛ ابن اثیر، النہایۃ، ۱۳۶۲ش، ج ۱، ص ۱۳۳۔

راغب اصفهانی، مفردات، ۱۲۲۷ھ، ص ۲۹؛ سمعانی، تفسیر سمعانی، ۱۴۱۸ھ، ج ۳، ص ۱۷۱۔
نمونہ کے لئے دیکھیں سید مرتضیٰ، الشافی فی الامامة، ۱۴۱۰ھ، ج ۴، ص ۹۵؛ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ۱۳۷۹ھ، ج ۳، ص ۳۳۳؛ مجلسی، بحار الانوار، ۱۴۰۳ھ، ج ۲۹، ص ۳۳۵-۳۳۸۔
سبحانی، پژوہشی در شناخت و عصمت امام، ۱۳۸۹ش، ص ۲۷۔
سورہ آل عمران، آیہ ۴۲۔

آلوسی، روح المعانی، بی تا، ج ۳، ص ۱۵۵۔
ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، مؤسسہ اسماعیلیان، ج ۱۶، ص ۲۷۸؛ ایجی، المواقف، ۱۴۱۷ھ، ج ۳، ص ۵۹۷ و ۶۰۷۔

فخر رازی، التفسیر الکبیر، چاپ سوم، ج ۲۷، ص ۱۶۶۔
ابن عربی، احکام القرآن، دار الفکر، ج ۱، ص ۶۳۸؛ نگاہ کنید بہ ابن قدامہ، المغنی، دار الکتاب العربی، ج ۱۲، ص ۶۶۔
فخر رازی، التفسیر الکبیر، چاپ سوم، ج ۲۷، ص ۲۶۔
فخر رازی، التفسیر الکبیر، چاپ سوم، ج ۲۰، ص ۱۸۵۔
شہید اول، ذکر الشیعة، ۱۴۱۹ھ، ج ۲، ص ۶۳۔
نعمان مغربی، شرح الاخبار، مؤسسة النشر الاسلامی، ج ۳، ص ۳۱۔
ابن حنبل، مسند احمد، دار صادر، ج ۴، ص ۵۔
صنعانی، المصنف، منشورات المجلس العلمی، ج ۷، ص ۳۰۱ و ۳۰۲؛ ابن حنبل، مسند احمد، دار صادر، ج ۴، ص ۳۲۶؛ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، دار الفکر، ج ۱، ص ۶۴۴؛ بخاری، صحیح بخاری، ۱۴۰۱ھ، ج ۴، ص ۲۱۲۔
نعمان مغربی، شرح الاخبار، مؤسسة النشر الاسلامی، ج ۳، ص ۶۴۔
ابن مغازلی، مناقب علی بن ابی طالب، ۱۴۲۶ھ، ص ۲۹۲ و ۲۹۳۔
نیشابوری، صحیح مسلم، دار الفکر، ج ۷، ص ۱۴۱؛ بخاری، صحیح بخاری، ۱۴۰۱ھ، ج ۶، ص ۱۵۸؛ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، دار الفکر، ج ۱، ص ۶۴۴؛ سجستانی، سنن ابی داود، ۱۴۱۰ھ، ج ۱، ص ۴۶۰؛ نعمان مغربی، شرح الاخبار، مؤسسة النشر الاسلامی، ج ۳، ص ۶۱؛ ابن بطریق، عمدة عیون صحاح الاخبار، ۱۴۰۷ھ، ص ۳۸۵۔
ترمذی، سنن الترمذی، ۱۴۰۳ھ، ج ۵، ص ۳۵۹ و ۳۶۰؛ ر۔ ک: حاکم نیشابوری، المستدرک، تحقیق یوسف عبدالرحمن، ج ۳، ص ۱۵۹۔

ابن شاہین، فضائل سیدۃ النساء، ۱۴۱۱ھ، ص ۳۶۔
ابن شاذان، الايضاح، ۱۳۶۳ش، ص ۵۴۱؛ تستری، قاموس الرجال، ۱۴۱۹ھ، ج ۹، ص ۱۱۱۔
شیخ صدوق، الامالی، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۶۵۔
شیخ صدوق، علل الشرايع، ۱۳۸۵ھ، ج ۱، ص ۱۸۶۔
فضلی، اصول الحديث، ۱۴۲۱ھ، ص ۱۳۹۔

جعفر مرتضیٰ، الصحیح من سیرۃ الامام علی، ۱۴۳۰ھ، ج ۳، ص ۶۱-۷۴۔
مآخذ

ابن ابی الحدید، عبدالحمید، شرح نہج البلاغہ، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، بی جا، دار احیاء الکتب العربیہ، بی تا۔

ابن اثیر، مجدالدین، النہایۃ فی غریب الحديث والأثر، تحقیق محمود محمد طناحی، قم، اسماعیلیان، چاپ

چهارم، ۱۳۶۲ هجری شمسی۔

ابن بطریہ، یحیی، عمدة عیون صحاح الاخبار فی مناقب امام الابرار، قم، النشر الاسلامی، ۱۴۰۷ق۔

ابن حنبل، احمد، مسند احمد، بیروت، دار صادر، بے تا۔

ابن سجستانی، سلمان، سنن ابی داود، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۰ق۔

ابن شاذان، فضل، الايضاح، تحقیق جلال الدین حسینی، تہران، مؤسسة انتشارات، ۱۳۵۱ هجری شمسی۔

ابن شاہین، عمر، فضائل سیدۃ النساء، تحقیق ابواسحاق، القاہرہ، مكتبة التربية الاسلامية، ۱۴۱۱ق۔

ابن شہر آشوب، محمد بن علی، مناقب آل ابی طالب (ع)، قم، علامہ، چاپ اول، ۱۳۷۹ق۔

ابن عربی، محمد، احکام القرآن، بیروت، دار الفکر، بے تا۔

ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی، بیروت، دار الكتاب العربی، بے تا۔

ابن ماجہ، محمد، سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فؤاد، بی جا، دار الفکر، بے تا۔

ابن مغاللی، علی، مناقب علی بن ابی طالب، بی جا، انتشارات سبط النبی، ۱۴۲۶ق۔

ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دار صادر، بے تا۔

ایچی، المواقف، تحقیق عبدالرحمن عمیرہ، بیروت، دار الجلیل، ۱۴۱۷ق۔

بحرانی، ہاشم، البرہان فی تفسیر القرآن، قم، مؤسسة البعثة، بے تا۔

بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۱ق۔

ترمذی، محمد، سنن الترمذی، بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۴ق۔

تستری، محمد تقی، قاموس الرجال، تحقیق مؤسسة النشر الاسلامی، قم: النشر الاسلامی، ۱۴۲۸ق۔

حاکم نیشابوری، ابو عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق یوسف عبدالرحمن، بیروت، دار المعرفة، بے تا۔

خزاز قمی، علی، کفایۃ الأثر فی النص علی الأئمة الاثنی عشر، تحقیق عبداللطیف حسینی، قم، بیدار، ۱۴۰۱ق۔

راغب اصفہانی، مفردات الفاظ القرآن، تحقیق صفوان عدنان داوودی، بی جا، طلیعة النور، ۱۴۲۶ق۔

سبحانی، جعفر، پژوهشی در شناخت و عصمت امام، مشهد، بنیاد پژوهش‌های اسلامی، ۱۳۸۹ش (نسخہ الکترونیک کتابخانہ قائمیه)۔

سمعانی، منصور، تفسیر سمعانی، تحقیق یاسر بن ابراہیم و غنیم بن عباس، الرياض، دار الوطن، ۱۴۱۸ق۔

سید مرتضی، علی بن حسین، الشافی فی الامامة، تہران، مؤسسہ الصادق (ع)، چاپ دوم، ۱۴۱۰ق۔

سیوطی، جلال الدین، الثغور الباسمہ فی مناقب السیدۃ فاطمہ، جمعۃ الآل والاصحاب، چاپ اول، ۱۴۳۱ق۔

شہید اول، محمد بن مکی، ذکر الشیعة فی احکام الشریعة، تحقیق مؤسسة آل البيت، قم، مؤسسة آل البيت،

۱۴۱۹ق۔

شیخ صدوق، محمد بن علی، الاعتقادات، تحقیق عصام عبدالسید، بیروت، دار المفید، چاپ دوم، ۱۴۱۴ق۔

شیخ صدوق، محمد بن علی، الامالی، قم، مؤسسة البعثة، ۱۴۱۷ق۔

شیخ صدوق، محمد بن علی، الخصال، تحقیق علی اکبر غفاری، بی جا، جماعة المدرسين فی الحوزة العلمیہ، بے تا۔

شیخ صدوق، محمد بن علی، علل الشرايع، نجف، الحیدریہ، ۱۳۸۵ق۔

شیخ صدوق، محمد بن علی، عیون اخبار الرضا، تحقیق حسین اعلمی، بیروت، مؤسسة الاعلمی، ۱۴۰۴ق۔

شیخ صدوق، محمد بن علی، من لا یحضرہ الفقیہ، تحقیق علی اکبر غفاری، قم، جامعہ مدرسین، الطبعة الثانية،

۱۴۰۲ق۔

شیخ طوسی، محمد بن حسن، الامالی، قم، دار الثقافة، ۱۴۱۴ق۔
شیخ مفید، محمد بن محمد، الامالی، بیروت، دار المفید، ۱۴۱۴ق۔
صنعانی، عبدالرزاق، المصنف، تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی، بیجا، المجلس العلمی، بے تا۔
فتال نیشابوری، محمد، روضة الواعظین، قم، منشورات الرضی، بے تا۔
فخر رازی، التفسیر الکبیر، تہران، دار الکتب العلمیة، بے تا۔
فضلی، عبدالہادی، اصول الحدیث، بیروت، مؤسسة ام القرى للتحقیق والنشر، چاپ سوم، ۱۴۲۱ق۔
مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، بیروت، مؤسسة الوفاء، ۱۴۰۳ق۔
مرتضی عاملی، جعفر، الصحیح من سیرة الإمام علی، قم، ولاء المرتضی، ۱۴۳۰ق۔
مغربی، نعمان بن محمد، شرح الاخبار فی فضائل الائمة الاطہار، تحقیق محمد حسینی جلالی، قم، مؤسسة النشر الاسلامی، بے تا۔
نیشابوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار الفکر، بے تا۔